مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی *

طالبان......اور طالبان کے بعد؟

جبکہ اصل حقائق مغربی میڈیا کے ملبے تلے دب گئے

کیتھی گینن بین الاقوامی شہرت یافتہ صحافی اور افغان امور پر دسترس رکھنے والی خاتون ہیں ۔ اس وقت امریکہ کی ایسوسی ایٹڈ پریس کی پاکستان میں نمائندہ ہیں ۔ جبکہ تہران میں بیورو چیف کی خدمات سرانجام دے رہی ہیں ۔ انہوں نے 1986ء سے 2005ء تک پورے بیس سال پاکستان اور افغانستان کے سیاسی حالات' کشمکش کے ادوار' حکومتوں کے نشیب وفراز اور طالبان دور کا بغور مطالعہ کیا اور اس حوالہ سے تجزیاتی رپورٹنگ کے ذریعہ پوری دنیا کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات پر منیجنگ ایڈیٹر ایوارڈ' و من میڈیا فاؤنڈیشن' کریج ایوارڈ اور ایڈورڈ آر میورو فیلوشپ بھی حاصل کئے ۔ کیتھی نے گذشتہ دنوں پشاور پریس کلب کے ''گیسٹ آور پروگرام'' میں بطور مہمان ایک طویل خطاب کیا اور دنیا میں پہلی بار انتہائی تفصیل کے ساتھ بڑے جرأت مندانہ طریقہ سے طالبان اور ان کی اسلامی حکومت کے کئی ایک قابل ستائش پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈال کر طالبان حکومت کے درست اور اچھا ہونے کا اعتراف کیا۔

مسز کیتھی نے سب سے پہلے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو آشکارا کیا کہ طالبان کے بارے میں مکمل حقائق عالمی برادری نے سامنے لانے سے گریز کیا اور اصل حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا جس سے طالبان کے بارے میں جاہل' اجڈ' انتہا پسند اور دہشت گرد کا تأثر دیا گیا اور ان میں موجود خوبیوں اور صلاحیتوں کو پس پشت ڈالا گیا ۔ انہوں نے کہا کہ نائن الیون کے واقعہ نے دنیا بھر کی سیاست وحالات کو پلٹا کر رکھ دیا ہے۔ اس سانحہ کے بعد طالبان کو القاعدہ سے منسلک کر کے پوری دنیا میں مشہور کیا گیا خصوصاً دنیا بھر میں ان کے حوالہ سے منفی تأثر کو اجاگر کیا گیا جس سے ان کے بہترین اقدامات کے ساتھ سراسر ناانصافی کی گئی انہوں نے کہا کہ افغانستان میں 1996ء میں طالبان کی آمد سے امن وامان کی صورتِ حال انتہائی بہتر ہوگئی تھی ۔ اس سے قبل افغانستان میں لاقانونیت اور اندھیر نگری تھی ۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق جنگل کا قانون رائج تھا۔ طالبان دور میں قابل رشک امن وامان قائم ہوا۔ خون ریزی اور ناحق قتل بند ہوگئے ۔ اور لوگوں نے سکون کا سانس لیا۔ انہوں نے طالبان کے دوسرے اہم اقدام کا ذکر

* ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی' پشاور صدر

کرتے ہوئے کہا کہ طالبان نے افغانستان سے افیون کی کاشت کو ختم کر دیا تھا۔ یہ طالبان ہی کا کمال تھا کہ انہوں نے باوجود احتیاج اور غربت کے اس لعنت کو ملک سے ختم کر دیا تھا۔ موجودہ وقت میں اس زمانہ کے سپر پاور کے دعویدار امریکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ افغانستان سے منشیات کا خاتمہ ہو۔ اب جبکہ اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان کو اوسطاً پچاس ہزار ڈالر کی امداد منشیات کے خاتمہ کیلئے دی جا رہی ہے پھر بھی افیون کی کاشت طالبان دور کے بالمقابل ہزار گنا بڑھ کر کی جا رہی ہے۔ اور حکومت عملاً اس سلسلہ میں بالکل ناکام نظر آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان دور میں اقوام متحدہ نے ان کیلئے ہر قسم کی مالی امداد بند کر دی تھی اور اس ضمن میں منشیات کی کاشت کے خلاف امداد بھی بند کر دی گئی تھی۔ پھر بھی طالبان نے پوست کی کاشت کو سو فیصد کنٹرول کر لیا تھا۔ اس وقت پوری دنیا کی مجموعی پوست کاشت سے زیادہ افغانستان میں کاشت کی جا رہی ہے۔ اور پچیس ہزار افراد سے زیادہ اس عمل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کے پردہ' مردوں پر داڑھی رکھوانے اور لڑکیوں کی تعلیم بند کرنے کو دنیا والوں نے ایشو بنایا اور ان چیزوں کی وجہ سے طالبان کو سخت صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ وہ افغانستان میں لاقانونیت اور فتنہ وفساد کے اُبھرتے ہوئے رجحان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور امن وامان برقرار کرنے میں ان کو عوامی حمایت حاصل ہوئی جس کے افغان عوام مدتوں سے متلاشی تھے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ طالبان دور سے قبل کا معاشرہ قتل وغارت گری' اغواء اور دوسرے سنگین جرائم کیلئے مشہور تھا۔ بلکہ افغانستان کی تاریخ میں افغانیوں کو قتل کرنے والوں کو اکثر ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ خصوصاً **1992** سے **1996** تک کے دور کو افغانستان میں فتنہ وفساد کا دور کہا جاتا ہے۔ اب افغانستان کے لوگ امن وسکون چاہتے ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ نئی حکومت میں وہی پرانے چہرے جنہوں نے پہلے ملک وقوم کو برباد کیا تھا دوبارہ نظر آ رہے ہیں جن کی وجہ سے لاقانونیت عروج پر ہے اور عملاً حکومت صرف کابل تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ملک کے دوسرے شہر اور علاقے حکومت کے عمل دخل اور دسترس سے باہر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ طالبان کی واپسی ناممکن نظر آتی ہے تاہم حکومت کے کابل تک محدود ہونے کی وجہ سے ملک میں انتشار اور افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ اور عوام مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر ایک بار پھر جنگل کے قانون کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ ہی نے اپنے مفادات اور ایجنڈے کے مطابق افغانستان میں کلاشنکوف کلچر متعارف کروایا تھا۔ یہی کلچر افغانستان کی نوخیز پود کو پڑھایا گیا جس سے ملک میں عسکریت پسندی پھیل گئی۔ اب افغانستان اور پاکستان کو اپنی بقاء اور بہتری کیلئے خود سخت فیصلے کرنے ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت افغانستان میں عالمی طاقتوں کی مشترکہ فوج کی بڑی تعداد موجود ہے۔ خود امریکہ کی سولہ ہزار سے زائد تربیت یافتہ فوجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مگر یہ فوج بھی امن وامان برقرار رکھنے میں ناکام رہی ہے۔ انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا اسامہ بن لادن زندہ ہیں؟ اور وہ کہاں ہیں؟ کہا کہ حالات یہ بتا رہے ہیں کہ اسامہ

زندہ ہیں تاہم وہ کہاں ہیں اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ افغانستان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ اسامہ کے بارے میں قطعی طور پر کچھ بتانا ناممکن ہے۔ اور نہ ہی اس ضمن میں جدید آلات پر زیادہ اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ تاہم زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ اسامہ زندہ ہے اور افغانستان میں ہی کہیں روپوش ہیں''۔

عربی زبان کا ایک مقولہ مشہور ہے۔ الفضلُ ما شَهِدت به الاَعدَاءُ یعنی اصل بڑائی اور فضیلت وہ ہے جس کا اعتراف دشمن کو بھی کرنا پڑے۔ اس کی ایک مثال ہمیں تاریخی واقعہ کی صورت میں ملتی ہے کہ اسلام کی ضوء فشانی جب حجاز میں پھیل گئی تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے عالمی دین کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے آس پاس کے سربراہان مملکت کو تحریری طور پر دین اسلام کی دعوت بھیجی۔ اس ضمن میں حضرت دحیہ کلبیؓ کے ذریعہ اس وقت کی سپر پاور روم کے بادشاہ ہرقل کو بھی دعوتی خط ارسال کیا گیا۔ ہرقل ایک عقل منداور ہوشیار انسان تھا۔ اس نے نبی آخرالزمان ﷺ کے متعلق صحیح حالات جاننے کیلئے اپنے ملک میں حجاز کے موجود افراد کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حسن اتفاق سے ان دنوں مسلمانوں کا ایک گروہ بھی بغرض تجارت اس بلاد میں موجود تھا اور اسی طرح بعض مشرکین بھی جن میں ابو سفیان شامل تھا وہاں موجود تھے جب یہ تمام لوگ ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ہرقل نے کہا جو تم میں قرابت (رشتہ داری) کے لحاظ سے اس نبی کے زیادہ قریب ہو وہ آگے آجائے۔ چنانچہ ابوسفیان سب سے آگے آیا۔ باقی لوگوں کو اس کے پیچھے بٹھادیا اور کہا کہ اگر یہ غلط بیانی کرے تو تم درمیان میں مداخلت کرو۔ ایک طویل گفتگو ہوئی جو امام بخاریؒ نے اپنی تالیف الجامع الصحیح میں نقل کی ہے۔ اس میں ہرقل نے یہ بھی پوچھا کہ کیا اس نبی نے دعوئ نبوت سے قبل کبھی جھوٹ بولا ہے؟ یہ بھی پوچھا کہ کیا اس نبی نے کبھی تمھارے ساتھ بدعہدی کی ہے؟ ابوسفیان کو مجبوراً کہنا پڑا کہ کبھی نہیں۔ یعنی اسے باوجود آپ ﷺ کے دشمن ہونے کے آپ ﷺ کی سچائی اور پابندیٔ عہد کا اعتراف کرنا پڑا۔

برادر ملک افغانستان میں سچے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہے۔ ان مسلمانوں کے آباء واجداد صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں اسلام لائے تھے۔ اسلام کے ساتھ ان کی سچی عقیدت اور محبت دنیا کی باطل قوتوں سے ہضم نہیں ہوسکی چنانچہ سرخ ریچھ روس نے تمام انسانی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال کر اس قوم پر شب خون مارا۔ اپنے آپ کو اس وقت کی دنیا کی سپر پاور کہلانے والی طاقت کو اللہ تعالیٰ نے ذلت کے ساتھ افغانستان سے نکال باہر کیا۔ پھر امریکہ بہادر کی اسلام دشمن پالیسیوں کے باعث ایک طویل عرصہ تک یہ ملک انارکی اور طوائف الملوکی کا شکار رہا۔ روز روز کی جنگ اور لاقانونیت سے تنگ آنے کے بعد 1996ء میں اللہ تعالیٰ نے طالبان کو سایۂ رحمت کے طور پر افغان عوام کو مرحمت فرمایا۔ تمام افغانستان نے ان کو مرحبا کہا۔ امریکہ بہادر نے بھی ان کو پھلنے پھولنے دیا اور ان کی آمد سے خوش ہوا اس کا خیال تھا کہ طالبان سیدھے سادھے لوگ ہیں ہم بہت جلد ان کو سبز باغ دکھا کر شیشے میں اتار دیں گے اور پھر اپنے مقاصد کے مطابق ان کو استعمال کریں گے۔ مگر بہت جلد امریکہ پر عیاں ہوا کہ طالبان زمینی سپر پاور کے بجائے کائنات

کی سپر پاور کے اطاعت گزار ہیں۔ وہ اسلام کے سچے شیدائی اور کفر و باطل کے دشمن ہیں۔ چنانچہ امریکہ ناراض ہوا اور اس نے دنیا والوں کو ان کی بائیکاٹ کرنے اور ان کی حکومت تسلیم نہ کرنے کا حکم دیا۔ طالبان نے حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنے پیغمبروںؑ ' صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ کی پیروی کو سعادت سمجھا۔ ملک میں باوجود غربت' افلاس اور لاتعداد مسائل کے دینِ خداوندی کو نافذ اور جاری و ساری کیا۔ قرآن و سنت کی بالا دستی قائم کی۔ انسانوں نے باطن کو خدا کے سپرد کر کے ان کے ظاہر کو شریعت کے مطابق ڈھالنے کے احکام جاری کئے۔ پردہ کو لازمی قرار دیا۔ تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالا۔ سود' شراب' فحاشی و عریانی اور ظلم و جرائم کے سارے راستے بند کر دیئے۔ اور غریب کیلئے اپنے دروازے کھول دیئے بلکہ اپنے دروازے ہی نہیں رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد کو اپنا مسکن بنایا۔ ان کے امیر المومنین اور وزیروں نے مسجد کی دال ساگ اور روٹیوں پر قناعت و گذارہ کر کے اپنا دسترخوان غریبوں کے ساتھ شریک کئے رکھا۔ باطل کے سینکڑوں ہزاروں سال کے آثار مٹا ڈالے۔ حدود و قصاص کے قوانین الٰہی نافذ کئے۔ پوست کی کاشت کو امریکہ کی خوشنودی کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر سو فیصد ختم کیا۔ اگر وہ چاہتے تو اس مد میں اس قدر کما سکتے تھے کہ پورے ملک کا خرچہ پورا ہو سکے مگر وہ خدا سے ڈرنے والے تھے۔ اور اس کی خوشنودی کی خاطر غربت و افلاس کو برداشت کیا۔ اور منشیات کی لعنت کو اپنے ملک سے ختم کیا۔ چنانچہ اس نوزائیدہ اور کمزور حکومت کے خلاف تمام دنیا جہان کی باطل قوتوں نے ایکا کیا۔ اور اس مملکت اسلامیہ کے خلاف تمام دنیا کی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ وہ طوفانی بدتمیزی برپا کیا گیا کہ ہزاروں لاکھوں آوازوں کے اس نقار خانے میں کان کی پڑی نہیں سنائی دیتی تھی۔ ان کو جاہل' اجڈ اور بدتہذیب کہا گیا۔ لوگوں پر تعلیم کے دروازے بند کرنے والے اور عورتوں پر زبردستی پردہ کرنے والے کہا گیا۔ ان کا دانہ پانی بند کر دیا گیا۔ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ دشت لیلیٰ میں ان کے ہزار ہا بے گناہ افراد کو موت کی ایسی بھیانک صورتِ حال سے دوچار کیا گیا کہ الامان والحفیظ۔ اور بالآخر اسامہ کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر گرانے کا ذمہ دار ٹھہرا کر اس کی وجہ سے طالبان حکومت پر چڑھ دوڑنے کا جواز پیدا کیا۔ بغض و عداوت سے بھرپور یہود و نصاریٰ کے سینوں کو طالبان پر چڑھائی کر کے ٹھنڈک و سکون مہیا کیا گیا۔ پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ طالبان راہنماؤں سمیت نہتے عوام پر بموں کی بارش برسائی گئی۔ تمام دنیا کا کفر و باطل تو پہلے سے اسلام کے خلاف متحد تھا اپنوں نے بھی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے طور پر موقع کو غنیمت جانا اور اس متحدہ باطل کی قربت حاصل کرنے کیلئے ہر قسم کا تعاون کیا اور ستم بالائے ستم یہ کہ گوانتانامو بے کے نام سے دنیا کا پہلا ظالمانہ اور رُسوا کن قید خانہ قائم کیا۔ جس میں طالبان اور ان کے ہمنوا تا حال نفاذِ اسلام کے جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ جو بزبان حال کہہ رہے ہیں

بجرم عشق توام می کشند وغوغائیست　　　تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

اللہ تعالیٰ کا تحمل' اس کا حلم و برداشت اور صبر بے اندازہ ہے معلوم نہیں اس میں کیا اسرار ہوں گے۔ طالبان

بظاہر پس دیوار چلے گئے۔ خدا کی زمین پر قائم وہ واحد اسلامی حکومت ختم ہوگئی۔ اب عرصہ دراز کے بعد باطل کو اندازہ ہو گیا کہ طالبان اس طرح نہیں تھے جیسے کہ ان کو شہرت دی گئی تھی۔ ان کی اچھی صفات اب ان کو نظر آنے لگی ہیں۔ مثلاً امن و امان کا مسئلہ جسے طالبان نے خدا کی مدد سے بہت جلد قابو کرلیا تھا۔ امریکہ بہادر دنیا کی تمام ابلیسی لشکروں کو ساتھ لے کر بھی افغانستان میں امن و امان کو قابو نہ کرسکا بلکہ روز بروز فتنہ وفساد اور قتل وغارتگری میں اضافے کا سبب بنا ہے۔ اس طرح پوست کی کاشت کو جسے طالبان نے محض خوفِ خدا کے بل بوتے پر کنٹرول کرلیا تھا۔ دنیا میں اپنے آپ کو واحد سپر پاور کہنے والا امریکہ اس کو قابو کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود اس کو قابو نہ کرسکا بلکہ اس میں ایک ہزار درجہ اضافہ کا سبب بنا۔ طالبان نے اگر عورتوں کو پردے کا حکم دیا تھا تو یہ ان کی ذاتی خواہش نہیں تھی بلکہ خدا کا اٹل حکم تھا جس کی صراحت قرآن پاک میں موجود ہے۔ اگر انہوں نے بقول دشمنوں کے تعلیم کے دروازے بند کئے تو اس سے ان کا مقصد مخلوط اور انگریز کی تہذیب میں رنگی ہوئی تعلیم کے دروازے بند کرنا تھا۔ ورنہ جن لوگوں کے دین کا ابتدائی لفظ **اقــراء** ہو اور ان کے نبی کیلئے پہلی وحی میں تعلیم بالقلم کا ذکر موجود ہو وہ تعلیم کو کہاں پسِ پشت ڈال سکتے ہیں۔ یہ حقیقت پسندانہ باتیں کیتھی گینن کے منہ پر پتہ نہیں کس طرح آگئیں ورنہ دنیا میں ہزار کیتھی گینن یہی باتیں کہنا چاہتی ہیں۔ مگر اپنے کرتوت پر شرم کے مارے کہہ نہیں سکتیں۔ اب یورپ و امریکہ والے درِ پردہ طالبان کو دوبارہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ اگرچہ وہ طالبان کو دوبارہ برسرِ اقتدار نہیں لانا چاہتے مگر وہ اس راز کو پا لینے کے درپے ہیں۔ کہ اگر طالبان ملیں تو ان سے معلوم کرلیں کہ دنیا میں امن و امان کس طرح قائم ہوسکتا ہے۔ خون ریزی، قتل و غارت گری اور لاقانونیت کو کس طرح قابو میں لایا جاسکتا ہے۔ پوست کی کاشت سمیت دیگر جرائم پر کنٹرول کس طرح ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر طالبان کو امریکہ اور اس کے حواریوں نے ان کے زعم کے مطابق ختم کردیا ہے۔ اب وہ ان کو دوبارہ کسی صورت نہیں پاسکتے۔ وہ ایک خواب وخیال کی مانند تھے جو گذر گئے۔

ایسی صورتِ حال میں ایک مومن کی نظر خود بخود آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ اس کے ذہن میں طالبان حکومت کے عروج اور پھر زوال کے انمٹ نقوش ابھرنے لگتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے بارِ الٰہا! ہم تیری حکمتوں کے اسرار نہیں سمجھتے۔ ہماری عقل بہت ہی مختصر اور محدود ہے۔ طالبان تیرے ہی عشق میں ڈوبے ہوئے تیرے پُراسرار بندے تھے۔ ہم تیری حکمت کے کاموں میں لب کشائی نہیں کرسکتے۔ البتہ ایک دبی چنگاری علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کی صورت میں نوک زبان تک آجاتی ہے۔

تیری محفل بھی گئی، چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں، صبح کے نالے بھی گئے

دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آکے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ زیبا لے کر

•